ڈاکٹر جاوید خان/ ڈاکٹر روبینہ شہناز

شعبہ اردو، گورنمنٹ بوائز انٹر کالج ملوٹ، ضلع باغ ، آزاد کشمیر

صدر شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

کشمیر میں اُردو تحقیق - ایک جائزہ

Dr Javed Khan

Urdu Department, Govt. Boys Inter College Mallot, Distt Bagh, Azad Kashmir.

Dr Rubina Shehnaz

Head, Deptt. of Urdu, NUML, Islamabad

Tradition of Research in Kashmir: A Review

The state of Jammu and Kashmir is widely known for its natural beauty, but it also has a rich tradition of knowledge and literature. Sanskrit is the first language of knowledge and research in Kashmir. Five hundred years period of Muslim rule in Kashmir is the most important period of scholarly research in this state. Persian is the major language of research and literature during this period. The article discusses the history and tradition of the research in Kashmir with an analytical approach.

ریاست جموں وکشمیر کو اگرچہ دنیا ''فردوس بریں'' کے نام سے جانتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ''فردوس بریں'' ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی علمی روایات بھی اتنی ہی مستحکم اور شاندار ہیں جتنا کہ اس کا حسن رعنائی اور دلکشی۔ نیز یہ علمی روایات اتنی ہی قدیم اور وسیع ہیں جتنی اسکی تاریخ اپنے اندر وسعت لیے ہوئے ہے۔

ریاست جموں وکشمیر کی تاریخ میں سنسکرت وہ پہلی زبان ہے جس میں علمی وادبی سرمائے کے ساتھ ساتھ تحقیق کا بھی آغاز ہوا۔ بدھ مت کے علماء نے اپنے مذہب کے حوالے سے جو کتب تحریر کیں وہ سنسکرت زبان میں ہی تھیں۔ علاوہ ازیں مہاراجا کنشک کے عہد کا سارا ادبی سرمایہ بھی سنسکرت زبان میں ہی لکھا گیا کشمیر کی یہی علمی وادبی روایات سیاحوں اور مختلف علماء کشمیر میں آمد کا باعث بنیں۔ سنسکرت زبان میں جس تحقیقی تصنیف نے شہرت حاصل کی وہ ''راج ترنگنی'' ہے۔ کشمیر کی تاریخ میں ''راج

ترنگنی''کو بنیادی ماخذ اور اہم حوالے کی حیثیت سے ہمیشہ خصوصی مقام حاصل رہا ہے ۔

''راج ترنگنی'' کے مصنف پنڈت کلہن نے اس کا آغاز 1148ء اور اسے 1149ء میں مکمل کیا۔ یہ کتاب سنسکرت زبان میں اٹھارہ ابواب (ترنگوں) پر مشتمل ہے اور یہ نظم کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں کشمیر کے حکمرانوں کے حالات و واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ پروفیسر عبدالقادر سروری اس کتاب کی انفرادیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> سنسکرت میں لکھے تاریخی کارناموں میں کشمیر کا کوئی کارنامہ پنڈت کلہن کی یادگار تصنیف راج ترانگنی کو نہیں پہنچ سکتا اس کی تعریف میں ساری دنیا رطب اللسان ہے۔ کلہن نے اس یادگار کارنامے کی تکمیل 49-1148ء میں کی۔ بعض مصنفین نے قدیم عہد کے کارناموں میں اسے واحد تاریخی کتاب بتایا ہے۔(۱)

''راج ترنگنی'' کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی ہوئے۔ ان زبانوں میں انگریزی ،فرنسیسی ، فارسی اور اُردو قابل ذکر ہیں۔ اُردو میں اسکا ترجمہ اچھر چند شاہور یہ نے کیا۔

کشمیر کی تاریخ کا سب سے اہم دور مسلم دور ہے۔ مسلمانوں نے تقریباً پانچ سو سال تک خط کشمیر پر حکومت کی اور اسلام کی تعلیمی ،تہذیبی اور ثقافتی اقدار کو اپنے کمال تک پہنچایا۔ مسلمانوں کی تحقیقی روایات میں قرآن ،حدیث ،فقہ اور تاریخ کو اوّلیت حاصل ہے۔ مسلمانوں کی علمی روایات اس بات کا مظہر ہیں کے انہوں نے ان شعبوں میں اندھا دھند تقلید کے بجائے دینی اور معروف معنوں میں دنیاوی اُمور میں تحقیق اور تنقید کی نگاہ سے صرف نظر نہ کیا۔ نتیجتاً تحقیق و تنقید اور نقد و جرح کا ایسا معیار قائم ہوا جو اپنی مثال آپ ہے۔ مسلمان جب کشمیر میں آئے تو عربی زبان کی یہی علمی روایات ان کے پس منظر میں موجود تھیں۔ مسلمانوں نے کشمیر میں انہیں روایات کو آگے بڑھایا۔ مسلم عہد حکومت کے آغاز سے ہی کشمیر میں عربی علوم وفنون میں وسعت پیدا ہونے لگی ،علوم قرآن اور دوسرے اسلامی علوم کی ترقی اور ترویج کے لیے مختلف ادارے قائم کیے جانے لگے۔ دین اسلام کے فیوض و برکات سے یہاں کی مختلف شخصیتوں نے نہ صرف روحانی سطح پر کمال حاصل کی بلکہ تصنیف و تالیف میں بھی نام کمایا۔ ان لوگوں میں میاں محمد امین ڈار ، ملا محسن کاشمیری ، شیخ فدا محمد کاشمیری ، میر نظام الدین بیقی ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور بلخصوص مولانا انور شاہ کاشمیری شامل ہیں۔

مسلم عہد حکومت میں جس زبان کو خطہ کشمیر میں عروج و کمال حاصل رہا وہ فارسی تھی فارسی زبان نے تھوڑے ہی عرصے میں کشمیر میں اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان اثرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر ''ایران صغیر'' کہلایا۔ علاوہ ازیں جلد ہی کشمیر میں فارسی علم و ادب کے بڑے بڑے ستون ایستادہ ہوئے۔ سلیم خان گمی کے مطابق:

> پندرہویں صدی سے انیسویں صدی تک کشمیر میں فارسی کو ایک علمی اور آفاقی درجہ حاصل تھا اور ہر شخص بلا لحاظ مذہب وملت فارسی زبان شوق سے سیکھتا اور پڑھتا تھا۔ چنانچہ کشمیر نے فارسی علم و ادب میں ''غنی''، ''محسن''، ''محمد زمان''، ''نافع''، ''شیخ یعقوب''، ''ذہنی''، ''ادبی''، ''محمد رفیع'' اور ''خواجہ محمد ہاشم'' جیسے استادان فن کو جنم دیا۔ ماضی کے ان آئمہ ادب پر کشمیر کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ غنی نے تو کشمیر کو ایران تک مشہور کر دیا۔ ایران کا ملک الشعراء محمد علی صائب غنی کا ایک فارسی شعر سن کر اسکا مفہوم سمجھنے اور شاعر کی زیارت کرنے خود کشمیر چلا آیا۔(۲)

فارسی زبان و ادب میں اگر چہ زیادہ تر شعری سرمایہ تخلیق ہوا اور غنی کاشمیری جیسے شعراء سامنے آئے۔ تاہم تحقیقی اعتبار سے تذکرہ

نگاری اورتاریخ کواولیت حاصل رہی ۔تذکرنگاری میں دارہ شکوہ کی تصنیف ''سرا کبر''، محمد صادق کشمیری کی کتاب ''طبقات شاہ جہانی'' اورعبدالوہاب نوری کی کتاب ''فتحاب الاکبرویہ'' قابل ذکر ہیں ۔جبکہ تاریخ کے شعبے میں جو تصانیف منظر عام پر آئیں ان میں بیر بل کاچرو کی ''مختصر التواریخ''، خواجہ محمد اعظم کی ''واقعات کشمیر''، پنڈت شیودرجی کی کتاب ''تاریخ کشتواڑ'' اور مرزا سیف الدین کی تصنیف ''خلاصۃ التواریخ'' نمایاں ہیں ۔

ڈوگرہ عہد حکومت کے آغاز تک اگر چہ ریاست جموں وکشمیر میں فارسی کوعروج حاصل رہا اورتقریباً چھ سوسال تک پورے طمطراق کے ساتھ ریاست کی لسانی دنیا پر حکمران رہی لیکن اب کشمیر میں ایک نئی زبان نے ابھرنا شروع کیا جو بعدازاں ''اردو'' کے نام سے شہرت کی بلندیوں تک پہنچی:

> گلاب سنگ نے جب کشمیر کوخریدا تو فارسی کا لوٹا ہوا ہاتھی پھر بھی سوالا کھ کا تھا۔فارسی یہاں ایک ترقی پزیر اور استقبال آگاہ چشم میں آئی تھی لیکن ان اس کی نسیں سکڑ گئی تھیں ۔جاگیرداری سماج پر سرمایہ دارانہ نظام کے حملے کے ساتھ ہی بڑی بی فارسی کا جاگیرداری پلنگ بوسیدہ ہونے لگا اور یہ چھوٹی بی اردو کو اپنی چابیا سپرد کر کے آنکھیں موندنے لگی۔(۳)

اردوزبان صرف دیڑھ سوسال کے عرصے میں صنعتی ترقی ،مواصلات وذرائع نقل وحمل ، دلی کے نقیبوں کی کشمیر آمد،سکولوں اور کالجوں کے اجراء، کشمیر کے لوگوں کی برصغیر کے مختلف علاقوں میں آمدورفت اور اردوصحافت جیسے عوامل کے باعث کشمیر میں عروج وکمال حاصل کرنے میں کامیاب رہی ۔اردوزبان خطہ کشمیر میں نہ صرف عوام وخواص کے درمیان رابطے کا ذیعہ بن چکی تھی بلکہ یہ ذریعہ تعلیم اورعلمی وادبی خیالات کے اظہار کا وسیلہ بھی بننے لگی تھی ۔ پروفیسر عبدالقادر سروری اردو کی اس مقبولیت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

> مہاراجا رنبیر سنگ کے عہد میں اردو کی علمی ، ادبی اورافادی اہمیت کے مدنظر اسے ذریعہ تعلیم اورادبی اظہار کا وسیع مقام حاصل ہو چکا تھا۔اور یہ دفتروں ،عدالتوں اور دربار کی زبان بن گئی تھی ۔اس زمانے میں کشمیری ادیبوں کے بیرون ریاست اردوادیبوں سے تعلقات میں وسعت پیدا ہوئی اوربعض چوٹی کے ادیب کشمیر آنے جانے لگے ۔ یہ صحیح ہے کہ مہاراجا پرتاب سنگ کی حکومت میں اپنے پیش رو کی طرح اردو کی ترقی کے لیے کوئی نمایاں کام انجام نہیں دیا۔اس کے باوجود عومی مقبولیت کے بل بوتے پر اردو پھیلتی اور پھولتی رہی اور اجتماعی ، تعلیمی ، اورادبی زندگی کے ساتھ یہ زبان ایسی لازم وملزوم ہوگئی تھی کے پرتاسنگھ کے عہد میں اسے سرکاری زبان قرار دے کر پرتاب سنگھ ہی کے عہد میں اس حقیقت کوتسلیم کیا گیا۔(۴)

کشمیر میں اردوزبان وادب کومہاراجا رنبیر سنگھ کے عہد میں جلا ملی ۔مہاراجا رنبیر سنگھ نے اردوزبان کوسرکاری سکولوں میں درس وتدریس کا ذریعہ قرار دیا۔علاوہ ازیں کشمیر کے تعلیم یافتہ طبقے کے درمیان خط وکتابت وبات چیت بھی اردوزبان میں ہونے لگی ۔ سیاسی وسماجی ومذہبی خیالات کی نشرواشاعت کے لیے کتابچے بھی اسی زبان لکھے جانے لگے ۔اردوزبان سے قبل کشمیر میں کشمیری ، گوجری ، پہاڑی اور دیگر علاقائی زبانیں بولیں جاتیں تھیں ۔اردوزبان ان لوگوں کے باہمی رابطے کا سب سے مؤثر ذریعہ ثابت ہوئی ۔ یوں اردو نے ریاست میں جس تیز رفتاری سے ترقی کی اوراسے جو پذیرائی ملی اس کی نظیر برصغیر کی

تاریخ میں کہیں اور نہیں ملتی۔

کشمیر میں اردو زبان ترقی دیکھ کر بابائے اردو مولوی عبدالحق نے دلی میں منعقد ہونے والی ''کل ہند اردو کانفرنس'' میں ان الفاظ میں اظہار خیال کیا:

> شاید ہندوستان کے کسی صوبے میں اردو اس قدر رائج نہیں جس قدر کشمیر میں ہے۔ مدارس میں اُردو پڑھائی جاتی ہے اور ذریعہ تعلیم اُردو ہے۔ دفاتر کی زبان بھی اردو ہے اور بہت اچھے اردو کے باکمال شاعر اور ادیب موجود ہیں۔ وہاں کشمیر اسمبلی کے اجلاس کو بھی جا کر دیکھا سب ممبر اردو میں بلا تکلف تقریر کرتے تھے، یہ سن آپ کو تعجب ہوگا کہ پنجاب اسمبلی میں ایسی اچھی تقریر نہیں ہوتیں۔(۵)

ڈوگرہ عہد میں اُردو زبان ادب کے ساتھ ساتھ تحقیقی وتنقیدی راہوں کو بھی متعین کر چکی تھی۔ اس عہد میں نہ صرف یہ کہ تاریخ کے میدان میں تصانیف منظر عام پر آئیں بلکہ ادبی تحقیق وتنقید کی بنیادیں بھی استوار ہونا شروع ہوئیں۔ تاریخی تحقیق میں جو کتابیں لکھی گئیں ان میں '' گلاب نامہ'' اور'' تاریخ کشمیر''، از دیوان کو پارام،'' تذکرہ حالات انبیاء''،'' ذکر اولیاء ہنود''، اور '' گلدستہ کشمیر''، از ہر گوپال دستہ،'' واقعات کشمیر'' از حسن بن علی،'' تاریخ جموں'' از مولوی حشمت اللہ اور مولوی محمد دین فوق کی '' تاریخ کشمیر''،'' تاریخ اقوام کشمیر''،'' تاریخ اقوام پونچھ''،'' تاریخ بڈھ شاہ''،'' تاریخ اقوام جموں''،'' تاریخ سیالکوٹ''، اور '' تاریخ اقوام لداخ وگلگت'' قابل ذکر ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر کی ادبی کشمیر کی ادبی تحقیق میں پہلا نام محمد دین فوق کا ہے۔ کشمیر کی تحقیقی تاریخ محمد دین فوق کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ فوق ایک جامع الحیثیات شخصیت تھے۔ ایک شاعر ادیب، مؤرخ، محقق اور صحافی ہونے کے ساتھ وہ کشمیر کی آزادی کے روح رواں بھی تھے۔

محمد دین فوق کی تصانیف کی تعداد سو کے لگ بھگ ہے، صحافت، افسانہ، ناول اور تاریخ کے ساتھ ساتھ کشمیری عوام کی سیاسی سماجی اور اقتصادی صورتحال کو بدلنے کے لیے ان کی خدمات اتنی ہی ہمہ جہت ہیں کہ علامہ اقبال نے انہیں '' مجدد کشامرہ'' کا خطاب دیا۔ ان سارے پہلوؤں کے ساتھ ساتھ تحقیق میں بھی ان کی کوششیں اور کاوشیں بہت اہم ہیں۔

تحقیق میں محمد دین فوق کا بنیادی اور اہم کشمیر اور کشمیر کی تاریخ رہا ہے۔ اس موضوع پر ان کی دو درجن سے زائد کتابیں موجود ہیں۔ اگر چہ تاریخ نویسی میں انہوں نے فلسفہ اور تاریخ نویسی کے مسلمہ اصولوں کی طرف توجہ نہیں دی لیکن اس کے باوجود ان کا کام بہت اہمیت اور وقعت رکھتا ہے۔ اگر چہ محمد دین فوق کے بعد بھی کشمیر اور کشمیر کی تاریخ کے حوالے سے گراں قدر اضافہ ہوا تاہم فوق کی تصانیف سے آج بھی استفادہ جاری ہے جس سے ان کی تصانیف کی اہمیت کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔

تاریخ کے بعد فوق کے ہاں تذکرہ نگاری اور سوانح نگاری کا نمبر آتا ہے۔ سوانح نگاری میں ان کی تصانیف کی تعداد چالیس کے قریب ہے یہ سوانح عمریاں نہ صرف بادشاہوں، اولیائے کرام اور رہنمایان وطن پر مشتمل ہیں بلکہ ان میں ملا دو پیازہ، بیربل اور راجا ٹوڈرمل جیسے لوگوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی قابل ذکر خواتین کی بھی ہیں۔ سوانح نگاری میں اگر چہ ان کے موضوعات زیادہ تر مسلمان شخصیات سے متعلق ہیں تاہم وہ اپنی تحریروں میں مذہب ونسب کو خاص طور پر ملحوظ نہیں

رکھتے۔ محمد دین فوق کی تحریر کردہ سوانح عمریوں اور تذکروں میں ''تذکرۃ الصالحین''، ''حیات مولانا روم''، ''حضرت علی ہجویری''، ''خاتون جنت''، ''حضرت مجدد الف ثانی''، ''گوتم بدھ''، ''مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی''، ''سلطان زین العابدین''، ''محبّ وطن خواتین ہند''، ''تذکرہ خواتین کشمیر''، ''تذکرہ رہنمائے ہند''، ''حیات نور جہاں و جہانگیر''، ''للہ عارفہ''، ''حسن بصری''، ''کشمیر کا نادر شاہ'' اور مہاراجا'' گلاب سنگھ'' قابل ذکر ہیں۔

اُردو زبان وادب میں تحقیق وتنقید کے حوالے سے ایک اہم تصنیف ''ناٹک ساگر'' ہے۔ محمد عمر اور نور الٰہی کی یہ تصنیف پہلی مرتبہ 1924ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کو اُردو میں فن ڈرامہ نگاری پر پہلی کتاب کہا جاتا ہے:

> یہ ایک معنی خیز بات ہے کہ اُردو میں ناٹک ڈرامہ اور اسٹیج کے موضوع پر سب سے پہلی یادگار تصنیف ''ناٹک ساگر'' جموں ہی کے دو صاحب ذوق اہل قلم محمد عمر اور نور الٰہی کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔(۶)

''ناٹک ساگر'' نبیادی طور پر ڈراما کی تاریخ ہے جس کی بنیاد تحقیق پر رکھی گئی ہے۔ اور اس میں یونان سے لے کر ہندوستان، چین، جاپان اور روس تک کے ڈراما کی روایت کا احاطہ کیا گیا ہے۔

خطہ کشمیر میں اُردو تحقیق کے حوالے سے ایک اہم تصنیف عبدالاحد آزاد کی ''کشمیری زبان کی شاعری'' ہے۔ آزاد کی یہ تصنیف اگر چہ کشمیری زبان اور شاعری سے متعلق ہے لیکن اس سے اُردو کی قابل قدر تحقیقی تصانیف میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسکی انفرادیت یوں بھی ہے کہ کشمیری زبان کے شعراء کے حالات زندگی تحریر کرتے وقت آزاد نے بڑی دقت اور جانفشانی سے معلومات اکٹھی کیں۔ اور اس کے لیے انہوں نے دور دراز مقامات تک پہنچنے کی کوشش کی۔ علاوہ ازیں اپنی اس تصنیف میں آزاد نے ان شعراء کی زبان اور اسلوب پر دوسری زبانوں کے مرتب ہونے والے اثرات کا کھوج لگانے کی بھی کوشش کی۔

ریاست جموں وکشمیر میں اولین دور کے ایک اور محقق ونقاد پروفیسر حامدی کاشمیری ہیں۔ آپ کا اولین سفر ادبی تخلیق کا ہے لیکن بعد میں آپ نے اپنے لیے تحقیق وتنقید کے میدان کا انتخاب کیا اس ضمن میں آپ کی پہلی تصنیف ''جدید اُردو نظم اور یورپی اثرات'' ہے۔ ڈاکٹر برج پریمی کے خیال میں:

> حامدی نے بڑی عرق ریزی سے جدید نظم کے صوری اور معنوی پہلوؤں کو تلاش کیا ہے۔ اردو نظم پر یورپی اثرات کی نشاندہی کر کے ایک خالص تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مطالعہ حالی اور آزاد سے لیکر 1947ء تک کی نظمیہ شاعری پر محیط ہے۔(۷)

حامدی کاشمیری کی دیگر کتب میں ''کارگہ شیشہ گری میں''، ''اقبال اور غالب'' اور ''غالب کے سرچشمے'' شامل ہیں۔

جموں وکشمیر کی تحقیقی روایات میں حامدی کاشمیری کے علاوہ 1947ء سے قبل تک کے محققین میں نند لال کول طالب اور پریم ناتھ بزاز بھی اہم ہیں۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ ڈوگرہ عہد میں ریاست میں تحقیق اور تنقید کو جن بنیادوں پر استوار کیا گیا اور جو عمارت کھڑی کی گئی اس میں آگے چل کر ڈاکٹر برج پریمی، پریمی رومانی، محمد یوسف ٹینگ اور ڈاکٹر شیام کالرا جیسے لوگوں نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالقادر سروری، پروفیسر، کشمیر میں اُردو(حصہ اول) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ ، کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر 1981ء ص:113

۲۔ سلیم خان گمی، کشمیر: ادب وثقافت، یونیورسل بکس اُردو بازار لاہور، 1989ء ص:84

۳۔ یوسف ٹینگ، دیباچہ کشمیر میں اردو (حصہ دوم) مصنف پرعبدالقادر سروری، پروفیسر، کشمیر میں اُردو(حصہ اول) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر 1981ء ص:86

۴۔ عبدالقادر سروری، پروفیسر، کشمیر میں اُردو(حصہ اول) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ ، کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر 1981ء ص:133

۵۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر بحوالہ کشمیر میں اردو، مصنف حبیب کیفوی، مرکزی اردو بورڈ لاہور، 1979ء ص:120

۶۔ عبدالقادر سروری، پروفیسر، کشمیر میں اُردو(حصہ اول) جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ ، کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر 1981ء ص:258

۷۔ برج پریمی، ڈاکٹر بحوالہ جموں وکشمیر کے اردو مصنفین، مصنف جان محمد آزاد، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر 2004ء ص:55